بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

پانچ چھ برس ادھر کی بات ہے جبکہ میں کلکتہ میں تھا، پنجاب یونیورسٹی لاہور کے تین طلبا، جو تاریخ کے ایم اے کی کلاس میں پڑھتے تھے، مشرقی پاکستان اور ہندوستان کے تاریخی مقامات کی سیاحت و زیارت کے سلسلہ میں کلکتہ پہونچے، مجھ سے بھی آکے ملے، میں نے اُن کو رات کے کھانے پر مدعو کیا۔ مشغول آدمیوں کے لئے یہی وقت ذرا فرصت کا اور اطمینان سے گفتگو کرنے کا ہوتا ہے، اس لئے دوران طعام میں اور کھانے سے فراغت کے بعد ان طلبا سے مختلف علمی اور اسلامی موضوعات پر دیر تک اور مفصّل گفتگو رہی اور میں اُن کی پختہ استعداد، مطالعہ اور حسنِ مذاق و نظر سے بہت کچھ متاثر ہوا۔ سب سے زیادہ جس چیز کا مجھ پر اثر ہوا وہ اُن کا اسلامی جوش اور موجودہ سائنس کی دنیا میں اسلام کے لئے تفوق و برتری کی راہ پیدا کرنے کا ولولہ تھا۔ یہ سب خمستانِ اقبال کے رندِ بادہ خوار معلوم ہوتے تھے۔ پاکستان واپس پہونچکر یوں تو سب نے ہی مجھکو شکریہ کے خط الگ الگ لکھے اور چند ماہ تک خط و کتابت بھی رہی لیکن انھیں میں ایک خوبصورت اور ذہین نوجوان تھے جن کا نام محمد اسلم تھا۔ اُن کو مجھ سے نجانے کیوں غیر معمولی تعلقِ خاطر پیدا ہوگیا، اُنھوں نے مجھ سے صرف خط و کتابت ہی نہیں رکھی، بلکہ اپنے نجی معاملات میں اور بالکل خانگی امور تک میں مجھ سے برابر مشورہ کرتے رہے اور عالم یہ ہوا کہ ان کے طویل عالمانہ اور ادبی خطوط کے جواب میں میری طرف سے ایک ہفتہ کی تاخیر بھی ہوگئی ہے تو بے چین ہوگئے ہیں اور اس خیال سے کہ کہیں صحت کی خرابی یا علالت، تاخیرِ جواب کا سبب نہو خیریت طلبی کے لئے فوراً خط لکھا ہے، خطوط کے علاوہ پاکستان میں کوئی نئی کتاب میرے مذاق کی چھپتی تھی تو اُس کی ایک کاپی خرید کر مجھ کو ہدیۃً بھیجتے تھے اور اس کے علاوہ پاکستان کے اخبارات و رسائل میں اُن کے خود اپنے جو علمی اور ادبی مضامین چھپتے تھے اُن کے تراشے بھی برابر بھیجتے رہتے تھے

پنجاب یونیورسٹی لاہور سے تاریخ میں (غالباً فرسٹ ڈویژن میں) ایم اے کر لینے اور یوں بھی زمانۂ طالب علمی

کا شاندار رکارڈ رکھنے کی وجہ سے محمد اسلم کو موقع تھا کہ پاکستان میں اعلیٰ عہدوں کے لئے مقابلہ کے امتحان میں بیٹھنے اور اُن کے لئے اُس میں کامیاب ہوجانا چنداں مشکل نہیں تھا چنانچہ اُن کے والد ماجد جو خود پاکستان میں ایک معزز سرکاری عہدے دار ہیں اُنھوں نے اور اعزا و اقربا نے بہت کوشش بھی کی کہ وہ P.A.S کے امتحان میں بیٹھ جائیں لیکن یہ آمادہ نہ ہوئے کیونکہ ان کے دل میں اسلام کی خدمت کا جذبہ بڑا قوی تھا۔ جب اُن پر خاندان والوں کی طرف سے غیر معمولی دباؤ پڑا تو انھوں نے مجھ سے مشورہ کیا۔ میں نے ایک مفصل خط میں اُن کے جذبہ کی بڑی تائید و تحسین کی اور اب انھوں نے اسلام کی خدمت کو ہی اپنا مستقل نصب العین بنالیا۔ موصوف یوں تو تاریخ کے طالب علم ہیں لیکن فارسی اور اُردو شعر و ادب، تصوف اور اسلامیات کا بھی بڑا اچھا اور شگفتہ ذوق اور وسیع مطالعہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ پوسٹ گریجویٹ ہونے کے بعد دو ایک سال تک ان مضامین کا بطور خود مطالعہ کرتے اور کچھ نہ کچھ انگریزی اور اردو میں لکھتے رہے۔ پھر یکا یک ولولہ اُٹھا تو برطانیہ پہونچکر درہم یونیورسٹی میں آنرز میں داخل ہوگئے۔ مضامین میں اسلامیات اصل مضمون تھا۔ یہ تو خیر کوئی خاص بات نہیں تھی۔ دنیا بھر سے مسلم اور غیر مسلم طلبا اسلامیات میں ڈگری لینے کی غرض سے برطانیہ کی مختلف یونیورسٹیوں میں پہونچتے ہی ہیں۔ محمد اسلم کی خصوصیت یہ تھی کہ وہ خالص دینی اور تعلیمی جذبہ سے وہاں پہنچے شمالی انگلینڈ کے مشہور شہر نیو کاسل کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا اور تعلیم کے ساتھ برطانیہ میں رہنے والے مسلمانوں کی تنظیم اور ان میں دینی شعور پیدا کرنے کا کام بھی شروع کردیا۔ اُنھیں وہاں گئے ہوئے ابھی کم و بیش دو ہی برس ہوئے ہیں لیکن اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اُن کی کوششوں کے ثمرات ظاہر ہونے لگے ہیں۔ مسجدیں آباد نظر آتی ہیں۔ جامع مسجد میں جہاں ہمیشہ قفل چڑھا رہتا تھا اب وہاں جمعہ کے دن تل دھرنے کو جگہ نہیں ملتی۔ اتوار کے روز خاص طور پر لوگ بکثرت آتے ہیں اور نماز ظہر سے لیکر نماز مغرب تک قرآن مجید کے درس کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ یہ درس قرآن اور مسجد میں امامت کا کام محمد اسلم صاحب خود ہی کرتے ہیں۔

اب انھیں کوششوں کے سلسلہ میں بہت سے لوگوں کو یہ سنکر حیرت ہوگی کہ موصوف نے برطانیہ کے دیندار مسلمانوں کی امداد و اعانت سے ایک خالص دینی اور اسلامی ماہنامہ سروش کے نام سے جاری کیا ہے اور سب سے زیادہ حیرت کی بات یہ ہے کہ اس ماہنامہ کی زبان اُردو ہے بڑے سائز کے ۲۰ صفحات اس کا حجم ہے اور بڑی خصوصیت یہ ہے کہ برطانیہ کے مسلمانوں میں مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس کا پہلا شمارہ حال ہی میں موصول ہوا ہے۔ اس کی پیشانی پر جلی حروف میں ہے

"جامع مسجد نیوکاسل کی تحریک احیائے دین" رسالہ کا آغاز عہدِ نبوی کے ایک منظوم واقعہ سے ہوتا ہے پروفیسر ضیاء احمد صاحب بدایونی کی فکرِ موزوں کا نتیجہ ہے۔ پھر "حرف اوّل" کے بعد "درسِ قرآن" "سیرت" "تاریخ اور سوانح" کے زیرِ عنوان چار مقالات ہیں اور پھر روزمرہ کے ضروری مسائل" کے عنوان سے وضو وغیرہ کے چند مسئلے بیان کئے گئے ہیں اور پورا رسالہ ہی اڈیٹر یعنی محمد اسلم صاحب کے قلم سے ہے۔ درمیانی صفحات میں قرآنی آیات بخطِ جلی مع اردو ترجمہ کے اور اقبال کے جستہ جستہ اشعار بھی درج ہیں۔

سرزمینِ برطانیہ میں یہ ایک خالص دینی تبلیغی اور مذہبی ماہنامہ اور وہ بھی بزبان اردو۔ پھر مفت تقسیم ان سب چیزوں کو دیکھ کر خوشی اس قدر ہوئی کہ نظرات کے تینوں صفحے رسالہ اور اس کے ایڈیٹر کے تعارف کی نذر ہو گئے لیکن درحقیقت ان سطور کا مقصد صرف ذاتی مسرت کا اظہار نہیں ہے بلکہ اپنے نوجوانوں کو اس طرف متوجہ کرنا ہے کہ زندگی اور اعلیٰ تعلیم ان دونوں کا مقصد صرف اتنی ملازمتوں عہدوں اور منصبوں کو حاصل کر کے زندگی آرام سے بسر کر دینا نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اعلیٰ اقدارِ حیات یعنی دین کی اور انسانیت کی خدمت ہونا چاہیئے۔ اس راہ میں اگرچہ بہت زیادہ جسمانی راحت و آسائش نہیں ملتی لیکن زندگی خود پائدار اور غیر فانی ہوجاتی ہے مگر یہ احساس بھی محض توفیق ہے جو کسی کسی خوش نصیب کو حاصل ہوتا ہے

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا ہر بوالہوس کے واسطے دار و رسن کہاں

اور کوئی شبہ نہیں کہ محمد اسلم انہیں خوش نصیبوں میں سے ہیں جن سے ہمارے نوجوان سبق لے سکتے ہیں۔ اعلیٰ سے اعلیٰ علمی اور تعلیمی ڈگریاں بھی حاصل کر رہے ہیں اور ساتھ ہی دین کی ٹھوس اور بہت مفید خدمات عزم و استقلال اور دل کی لگن کے ساتھ انجام دے رہے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ کَثِّرْ اَمْثَالَہٗ ۔ رسالہ مذکور کا پتہ حسبِ ذیل ہے

Jamiatul Muslimin, 24. East Parade. Newcastle.
upon Tyne - 4.

لیجئے! ترکی میں بھی انقلاب ہوگیا اور صدر، وزیر اعظم اور دوسرے وزیر افسران اور پولیس سب کو گرفتار کر کے حراست میں لے لیا گیا اور فوجی حکومت قائم ہوگئی۔ ابھی چند برسوں میں ہی مغربی ایشیا اور جنوب مشرقی ایشیا میں جو عظیم انقلابات رونما ہوئے ہیں انھوں نے یہ حقیقت بالکل واضح کر دی ہے کہ محض مغرب کی دیکھا دیکھی ایشیا نے اپنے لئے جس طرزِ زندگی کو پسند کیا اور اپنایا تھا اُس کا جامہ ایشیا کے قامتِ موزوں پر راست نہیں آیا اور ہونا بھی یہی چاہیئے تھا کیونکہ کپلنگ کے مشہور مقولہ کے مطابق مشرق مشرق ہے اور مغرب مغرب اور یہ دونوں کبھی ایک نہیں ہو سکتے" دونوں کی روایات، کلچر، تہذیب اور اخلاقی و سماجی قدریں ایک دوسرے سے الگ ہیں۔ کوئی پھل کتنا ہی خوش ذائقہ اور لذیذ ہو لیکن ہر زمین میں پیدا نہیں ہو سکتا۔ جو ملک اب تک انقلاب کے عام سیلاب کی زد میں آچکے ہیں آئندہ کے لئے تو اب یہ بات نکتہ بعد الوقوع کا حکم رکھتی ہے البتہ وہ ملک خوش نصیب ہوں گے جو اس رمز